www.emarsiya.com

مرثیہ

درحال حضرت عباس علمدار علیہ السّلام

(تعداد بند ۱۷۳)

۱

آمد ہے کس دلیر کی دشتِ قتال میں — ہلچل پڑی ہے لشکرِ اہلِ ضلال میں
ہے کون آفتابِ شجاعت جلال میں — محشر بپا ہے عرصۂ جنگ و جدال میں
لرزاں مثالِ بید ہے دل ہر جوان کا
گردش سے ہے زمیں پہ گماں آسمان کا

۲

مضطر ہراسِ مرگ سے ہیں نہیانِ آب — دل سب کے سیخ موج پہ دہشت سے ہیں کباب
پانی کا شور سُن کے جو بڑھتا ہے اضطراب — دریا میں ڈوبتا ہے اُبھرتے ہیں ہر حباب
سُکّانِ بحر ہیں ہمہ تن غم بنے ہوئے
گرداب سب ہیں حلقۂ ماتم بنے ہوئے

۳

بھولا ہے راہِ غرب کو خورشیدِ خاوری — قطبِ فلک کے تن میں ہے دہشت سے تھرتھری
مریخِ چرخ کو نہیں اُمیدِ جانبری — مثلِ زمیں ہے بے حرکت چرخِ چنبری
ڈر سے ہے رنگ روئے زُحل کا اُڑا ہوا
منھ خوف سے ہے مہرِ مبیں کا مڑا ہوا

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

ضیغم کے رعب کا یہ اثر ہے دمِ رقم ۴ دہشت سے ریشہ ریشہ ہوا جاتا ہے قلم
مانند بید جسم میں رعشہ ہے دمبدم طاری یہ خوف ہے کہ زبانیں نہیں بہم
طاقت کلام کی ہے نہ یارا ثبات کا
حیرت سے کھل کے رہ گیا منھ دوات کا

دشتِ وغا کا صفحۂ کاغذ پہ ہے گماں ۵ مدکی کشش ہے تیغ تو بیتیں ہیں برچھیاں
حیرت کا رنگ ہائے دوچشمی سے ہے عیاں نقطہ بھی ڈر سے حرفوں کے دامن میں تھا نہاں
کانٹا الف بنا ہے یہ حالِ سقیم ہے
ٹوٹی ہوئی کمر ہے کہ ہمزہ کی میم ہے

بارِ غم و ملال پہ خم دال کا ہے دال ۶ کرتا ہے سین امان کا ہر مرتبہ خیال
وردِ زبانِ حا ہے کہ حافظ ہے ذوالجلال صفحے کا عرض وطول ہے یا عرصۂ قتال
نیزہ لئے ہیں جنگ پہ مرکز تُلے ہوئے
ہیں دائرے کہ دیدۂ حیراں کھلے ہوئے

دہشت سے ابنِ سعد ستم گر ہے بدحواس ۷ شمر لعیں جھکائے ہوئے سر کھڑا ہے پاس
لرزہ ہے دست و پا میں زباں پر کلامِ یاس دل افسروں کے ہیں ہدف ناوک ہراس
کہتے ہیں جائے امن نہیں روزگار میں
موجوں کے شور سے ہے تلاطم بحار میں

بھڑکی ہے آگ خوف کے صحرا میں سربسر ۸ گلخن بنے ہیں وادی ہیجا میں خودِ سر
ہیبت سے ہے چھنا ہوا ہر درعہ کا جگر حیراں ہے چار آئینہ ہر ایک جسم پر
شکلِ زبان گنگ ہیں خنجر اُپے ہوئے
گوشوں میں ہیں کمانوں کے چلّے چھپے ہوئے

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

ترکش میں منھ چھپائے ہیں تیروں کا ہے یہ حال ۹ نیزے بھی تھر تھرا رہے ہیں بید کی مثال
تیغیں خمیدہ ہیں صفت ناخنِ ہلال گردابِ غم میں ڈوبی ہوئی ہے ہر ایک ڈھال
منھ پردۂ نیام میں خنجر چھپائے ہیں
بارِ الم سے گرزِ گراں سر جھکائے ہیں

ماتم کا غل ہے فوجِ ستم گر میں ہر طرف ۱۰ میداں میں صرف سینہ زنی ہے ہر ایک دف
تاشوں کے سینے ناوکِ ہیبت سے ہیں ہدف ملتے ہیں دونوں ہاتھ جلاجل بھی اک طرف
غل طبلِ جنگ کا ہے کہ آواز بین کی
شہنا سے آرہی ہے صدا شور و شین کی

شاطر خبر جو دیتے ہیں آ آ کے دم بدم ۱۱ ڈر سے ہے ابنِ سعد لعیں کا لبوں پہ دم
نام آورانِ فوج میں ہیں مشورے بہم کہتا ہے پلنے والوں سے یہ شمرِ بد شیم
ضیغم کا سامنا ہے خبردار گھاٹ سے
غصے میں شیر آتا ہے ہشیار گھاٹ سے

جاتے ہیں حکم منتظموں کو جُدا جُدا ۱۲ صف بندیاں ہوں گھاٹ کی راہوں میں جا بجا
کڑکیت پہلوانوں کو دیتے ہیں یہ صدا دریا کا گھاٹ روک لو عرصہ نہ ہو ذرا
آسان نہیں نبرد جری سے دلیر سے
جانیں لڑاؤ جنگ میں حیدرؑ کے شیر سے

آمادۂ وغا رہے لشکر پرے جمائے ۱۳ صف بندیاں ہوں ایسی کہ رستہ ہو نہ پائے
پیدل جو ہیں وہ شانوں سے شانہ رہیں ملائے دریا پہ ابن ساقیٔ کوثر نہ جانے پائے
رکھیں خیال فوج کے افسر ترائی کا
عازم ہے شیر بیشۂ حیدر ترائی کا

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

یہ وہ ہے جس کے باپ نے عالم کو دی شکست ۱۴ وقتِ وغا کیا ہے صدا سرکشوں کو پست
ڈر سے ہیں اُن کے سارے زیردست زبردست ساحل کا پختہ طور سے لازم ہے بندوبست
ممکن نہیں جری سے اماں پائیں گھاٹ پر
جو آزمودہ کار ہیں وہ جائیں گھاٹ پر

آنے میں شیرِ نر کے نہیں اب ذرا درنگ ۱۵ اسوار جھک کے کھینچ لیں پھر مرکبوں کے تنگ
چلّوں میں جوڑ لیں قدر انداز پھر خدنگ تلواریں سب کھینچے رہیں ہاتھوں میں بہرِ جنگ
غازی رہیں صفوں کو مرتب کئے ہوئے
آمادۂ وغا رہیں باگیں لئے ہوئے

جرأت رہے بڑھی ہوئی ہنگامِ کارزار ۱۶ استادہ ہوں جما کے پرے فوج کے سوار
دیوار آہنی کے پیادوں کی ہو قطار آگے رہیں صفوں کے جواں آزمودہ کار
آمد ہے رن میں شیرِ الٰہی کے لال کی
افسر بتائیں فوج کو راہیں جدال کی

ہلچل اُدھر بپا ہے یہ مابینِ فوجِ شر ۱۷ خواہانِ اذن، شاہؑ سے عباسؑ ہیں اِدھر
کرتے ہیں عرض بھائی سے یوں ہاتھ جوڑ کر وقتِ کرم ہے اے خلفِ سیّد البشرؐ
دل زندگی سے صدمے میں قاسمؑ کے سیر ہے
اب کیا رضا کے دینے میں یا شاہ دیر ہے

رکھتے تھے عُمر کیا ابھی زینبؑ کے یادگار ۱۸ آنکھوں کے آگے قتل ہوئے دونوں گلعذار
ماتم میں ان سعیدوں کے ہے قلب بے قرار قاسمؑ کی مرگ سے نہیں اب دل پہ اختیار
یہ گل بدن تو قتل ہوں خادم جیا کرے
قسمت ہو جب بگاڑ پر انسان کیا کرے

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

اُڑتی ہے خاک خیمے میں یا شاہِ دوسرا ۱۹ باقی ہیں اب حضور کے یاور نہ اقربا
بس ایک شاہزادہ ہمشکلِ مصطفیٰ تا روزِ حشر اُس کو سلامت رکھے خدا

زندہ رہا جو آج تو مرجائے گا غلام
پایا نہ اب بھی اذن تو کب پائے گا غلام

فرماتے ہیں یہ رو کے شہنشاہِ تشنہ کام ۲۰ بس بھائی اب حسینؑ سے رخصت کا لو نہ نام
کب تک اُٹھائے غم خلفِ سیّدِ انام تم سے بچھڑ کے زیست ہے بھیّا خیالِ خام

دل کو قرار ہجر میں کس طرح آئے گا
ہم سے تمہارا داغ اُٹھایا نہ جائے گا

باقی بس ایک تم ہو فقط ایک یہ پسر ۲۱ پہلو کی زیب تم ہو تو وہ قوتِ جگر
دونوں کا ہجر شاق ہے واللہ قلب پر اب قصد ہے کہ جائیں ہمیں سوئے فوجِ شر

جس دم حسینؑ چھوڑ کے جائے زمانے کو
کوئی تو خلق میں رہے لاشہ اُٹھانے کو

کرتے ہیں عرض رو کے علمدارِ باوفا ۲۲ بس یا امامِ جن و بشر سرورِ ہدا
فرمائیں یہ تو آپ کہ اے مصدرِ عطا صدمہ اُٹھا سکے گا یہ خادم حضور کا

دیکھوں شہید سرورِ عالی مقام کو
وہ وقتِ بد خدا نہ دکھائے غلام کو

اب آرزوئے زیست نہیں اک ذرا مجھے ۲۳ دے موت آج آپ کے آگے خدا مجھے
تڑپا رہی ہے باغِ ارم کی ہوا مجھے للہ جلد دیجئے رن کی رضا مجھے

اب ایک سال ایک نفس ہے غلام کو
شہ پر نثار ہو یہ ہوس ہے غلام کو

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

خادم کو یا امامِ ہدا اب نہ روکیے ۲۴ دیجے رضائے دشتِ وغا اب نہ روکیے
مشتاق ہو اجل کا شہا اب نہ روکیے مرتا ہوں غم سے بہرِ خدا اب نہ روکیے

لِلّٰہ اذنِ دشتِ وغا دیجیے مجھے
مرتا ہوں اذن دے کے جلا لیجیے مجھے

کرتے تھے عرض یہ ابھی عباسِؑ باوفا ۲۵ ڈیوڑھی سے ناگہاں یہ سکینہؑ نے دی صدا
دم پیاس سے لبوں پہ چچا جان ہے میرا پانی کہیں سے اب ہے ملا یا نہیں ملا

مُجھ سا بھی کم نصیب کوئی دوسرا نہیں
اِس سِن میں تین روز سے پانی ملا نہیں

نزدیک ہوں ملال سے میں اور خوشی سے دُور ۲۶ ہے قلبِ مضطرب پہ غم و رنج کا وفور
دل دیر سے ہے شوقِ زیارت میں ناصبور سینے سے آ کے مجھ کو لگا لیجیے حضور

تسکین ہوگی پیاس میں حضرت کی باتوں سے
لونگی بلائیں چہرے کی میں اپنے ہاتھوں سے

باتیں یہ سُن کے رونے لگے سبطِ مصطفیٰؐ ۲۷ بھائی کو لے کے خیمے میں آئے بصد بُکا
لپٹی چچا سے دوڑ کے وہ غم کی مبتلا رویا گلے لگا کے اُسے ابنِ مرتضیٰؑ

فرمایا کیا بتائیں جو عالم ہے یاس سے
دل مضطرب ہے سینے میں بی بی کی پیاس سے

جاتے ہیں پھر اب سوئے فوجِ بے ادب ۲۸ پانی ملا تو لاتے ہیں عرصہ نہیں ہے اب
رو کر چچا سے کہنے لگی یوں وہ تشنہ لب مجھ سے قسم لیں آپ جو پانی کروں طلب

لِلّٰہ آپ مہر و محبت سے کام لیں
صدقے گئی حضور نہ جانے کا نام لیں

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

آلِ نبیؐ کے تشنہ لبوں ہیں یہ بدشعور ۲۹ سیّد کے قتل پر ہیں کمر باندھے پُرغرور
گھر جائیں آپ لاکھوں میں جا کر تو کیا ہے دُور پانی سے باز آئی میں گھر میں رہیں حضور
مجھ کو علاجِ تشنہ دہانی نہ چاہیئے
پیاسی رہوں گی میں مجھے پانی نہ چاہیئے

بیٹی سے رو کے کہنے لگے سرورِ زماں ۳۰ جاتے ہیں اب تمہارے چچا جانبِ جناں
الفت تمہاری اُن کو ہے نہ اب ہمارا دھیان روکو انھیں برائے خدا اے سکینہؑ جاں
کیونکر غمِ فراق کا صدمہ سہیں گے ہم
گر یہ گئے تو پھر نہ کہیں کے رہیں گے ہم

رونے لگے یہ کہہ کے جو سلطانِ اِنس و جاں ۳۱ ڈیوڑھی میں آ کے جمع ہوئیں ساری بیبیاں
زینبؑ نے کی یہ عرض کہ اے قبلۂ زماں صدقے ہوں میں یہ کیا ہے جو آنسو ہوئے رواں
کہیئے تو کچھ شبیہ پیمبرؐ کی خیر ہے
جلدی بتایئے مرے اکبرؑ کی خیر ہے

شہؑ بولے مرنے جاتے ہیں عباسِ ذی حشم ۳۲ افسوس اے بہن کہ کہیں کے رہے نہ ہم
گو آج صبح سے ہیں ستم پر ہوئے ستم سب سے سوا ہے اُن کی جدائی کا دل کو غم
اُن کو بھی اب چھڑاتی ہے تقدیر کیا کریں
خواہر تمہیں بتاؤ کہ تدبیر کیا کریں

شبیرؑ سے جو چھٹ گئے عباسؑ باوفا ۳۳ کیونکر جیئے گا صدمے سے یہ غم کا مبتلا
زینبؑ نے جب یہ سیّد ابرار سے سُنا بھائی کے منھ کو دیکھ کے کس یاس سے کہا
آئے تھے سب جہاں سے گذرنے کے واسطے
کیا بھائی تم بھی جاتے ہو مرنے کے واسطے

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

آنسو بہا کے کہنے لگا تب یہ وہ غیور ۳۴ ہے شاہِ دیں کو گھیرے ہوئے فوجِ بدشعور
سرورؑ پہ ہے سحر سے غم و رنج کا وفور پھر کیا کروں جو مرنے کو جاؤں نہ اے حضور
آقا میرا شہید ہو اور میں جیا کروں
ارشاد آپ ہی کریں آخر میں کیا کروں

چپ ہوگئی یہ سنتے ہی وہ غم کی مبتلا ۳۵ تا دیر سر جھکائے رہی بنتِ مرتضاؑ
آنسو بہا کے دلبرِ حیدرؑ سے یہ کہا شیوہ یہی وفا کا ہے عباسؑ مرحبا
پر یہ سمجھ لو جی سے گذر جائیں گے حسینؑ
گر تم ہوئے شہید تو مر جائیں گے حسینؑ

بولا بہا کے اشک جگر بندِ بوتراب ۳۶ لِلّٰہ رو کئے نہ مجھے اے فلک جناب
بس اب غم و ملال کی دل کو نہیں ہے تاب حضرت سے سعی کیجئے رخصت ملے شتاب
غم ہے جگر کو سینے میں دل بیقرار ہے
اب ایک دم کی زیست مجھے ناگوار ہے

آنسو بہا کے کہنے لگی وہ بصد بکا ۳۷ بھیّا بہن دلا دے تمہیں مرنے کی رضا
کیونکر کہوں بتولؑ کے جائے سے ہو جُدا یہ کیا تمہارے دل میں سمائی ہے میں فدا
خونِ جگر امام سے کھایا نہ جائے گا
بھیّا یہ داغ شہؑ سے اُٹھایا نہ جائے گا

یہ سُن کے بس قدم پہ گرا وہ فجستہ کام ۳۸ کی عرض ہاتھ جوڑ کے اے خواہرِ امام
سُن لیجئے مری عرض یہ شاہِ تشنہ کام رخصت اگر ملی نہ تو مر جائے گا غلام
آزاد غم سے بہرِ خدا کیجئے مجھے
دِلوا کے اذنِ جنگ جلا لیجئے مجھے

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

بولی بہن کہ خیر نہ آنسو بہایئے ۳۹ دل مضطرب ہے سر کو قدم سے اُٹھایئے
آنسو بہا کے اب نہ بہن کو رُلایئے چلئے کروں گی شہؑ سے سفارش میں آیئے

بھیّا کروں گی صبر جوانی کو آپ کی
کھوؤں گی ہاتھ سے میں نشانی کو باپ کی

روئی یہ کہہ کے دخترِ زہراؑ جو ایک بار ۴۰ کہنے لگے بہن سے یہ شبیرؑ نامدار
جانے دو اب انھیں سوئے میدانِ کارزار معلوم ہے ہمیں نہ رُکیں گے یہ زینہار

تنہا حسینؑ خلق سے جنّت کو جائے گا
اِن کا بھی داغ دل پہ یہ بیکس اُٹھائے گا

بھائی سے پھر کہا کہ بہت خوب جایئے ۴۱ پھل برچھیوں کے چاند سے سینے پہ کھایئے
بتیار کیجئے تن پہ نہ آنسو بہایئے بچوں کو جا کے ایک نظر دیکھ آیئے

مرجائے گی غریب جدائی کے درد میں
زوجہ سے مل کے جایئے دشتِ نبرد میں

یہ سُن کے اپنے خیمے میں آیا وہ باوفا ۴۲ تھی ساتھ ساتھ بالی سکینہؑ بصد بُکا
زوجہ سے سر جھکا کے یہ عباسؑ نے کہا شہؑ نے تو دی جہاد کی صاحب ہمیں رضا

مقصد ہے روانہ پئے کارزار ہوں
تم بھی اگر دو اذن تو جلدی سوار ہوں

روتی ہو سر جھکائے ہوئے کیوں بصد ملال ۴۳ آنکھیں ہیں سُرخ رونے سے سر کے کھلے ہیں بال
یہ وقت ہے خوشی کا کرو شکر ذوالجلال آئے نہ فرق صبر میں اِس کا رہے خیال

آنسو نہ اب بہاؤ نہ آہ و بکا کرو
قدموں پہ شہؑ کے ہم ہوں فدا یہ دعا کرو

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

اس گفتگو کو سُن کے یہ بولی وہ سوگوار ۴۴ ہوتا ہے کیا کنیز کو ارشاد بار بار
صاحب یہ کیسی باتیں ہیں میں آپ کے نثار کیا اِس کا دے جواب یہ بیکس یہ دلفگار

صدمے بہت اُٹھائے ہیں اس دل جلی نے بھی
وارث کو اِذن جنگ دیا ہے کسی نے بھی

سُن کر بیان زوجہ کا باصد غم و الم ۴۵ بولے بہا کے اشک یہ عباسِؑ باحشم
لِلّٰہ اب بہاؤ نہ آنکھوں سے اشکِ غم خوش ہو کہ آج ہوتے ہیں صاحب شہید ہم

بیجا ہے اُس میں غم جو خوشی کا مقام ہو
شوہر تمہارا فدیۂ پائے امام ہو

لو اب تمہارا حافظ و ناصر ہے کردگار ۴۶ جاتے ہیں بہرِ جنگ سوئے دشتِ کارزار
آئے جو خیمہ لوٹنے فوجِ ستم شعار اُس وقت رہنا تم مرے بچوں سے ہوشیار

ڈر ہے کہ وقتِ ظلم و ستم اژدھام میں
کھو جائے کوئی طفل نہ بلوائے عام میں

رخصت ہوئے یہ کہہ کے علمدارِ ذی حشم ۴۷ غش کھا کے بس زمیں پہ گری وہ اسیرِ غم
روتے ہوئے جو آئے قریبِ شہِ اُمم حضرت سے ہاتھ جوڑ کے بولے بصد الم

تلوار تولے فوجِ ستم سے دوچار ہو
اب حکم دیں حضور تو خادم سوار ہو

بولے بہا کے اشک یہ سلطانِ ذی وقار ۴۸ اچھا سدھارو حافظ و حامی ہے کردگار
کیا پوچھتے ہو سبطِ پیمبرؐ سے بار بار تعجیل امرِ خیر میں لازم ہے میں نثار

باغِ جناں کا رُخ کرو منہ ہم سے موڑ کے
جاؤ ریاضِ خلد میں بھائی کو چھوڑ کے

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

یہ بات سُن کے گرد پھرا شہؑ کے سات بار ۴۹ دیکھا رُخِ حسینؑ کو با چشم اشک بار
کاندھے پہ رکھ کے رائتِ محبوبِ کردگار نکلا محل سے حیدرؑ و صفدر کا یادگار

صدمہ ہوا جو شہؑ کے دلِ دردناک پر
اک آہ کر کے بیٹھ گئے آپ خاک پر

نکلا محل سرا سے جو فرزندِ بوترابؑ ۵۰ خدّام لائے اسپِ صبا دم بصد شتاب
تھامی ظفر نے باگ تو اقبال نے رکاب رہوار پر سوار ہوا وہ فلک جناب

نورِ قدم سے بن گئے برجِ آفتاب کے
پاؤں کو چومنے لگے حلقے رکاب کے

تن کر فرس پہ باگ جو لی باد پا چلا ۵۱ بن بن کے سوئے دشت مثالِ صبا چلا
گھوڑا چلا کہ فوج پہ قہرِ خدا چلا یا اسپِ خاص بادشہ لافتا چلا

راکب تھا شیر بیشۂ شہؑ قلعہ گیر کا
رُخ سے عیاں تھا غیظ جنابِ امیرؑ کا

وہ حُسن راہوار کا وہ شوکتِ سوار ۵۲ اُس پر پری فدا تھی تو حور اُس پہ تھی نثار
بالائے چرخ کہتے تھے قدسی یہ بار بار دیکھو یہ شیر شیرِ خدا کا ہے یادگار

حوریں نہ کیوں نثار ہوں پھر اُس کی شان پر
آتی ہے جس کے رُخ کی ضیا آسمان پر

بیٹھے اِدھر سمند پہ عباسؑ نامور ۵۳ پہنچائی فوجِ ظلم میں وہاں پیک نے خبر
دہشت سے اہلِ شام کے تھرا گئے جگر اُٹھ اُٹھ کے دیکھنے لگے گھوڑوں پہ اہلِ شر

قابو نہ تھا کسی کو دلِ بیقرار پر
لرزے میں جسم اور نظر تھی غبار پر

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

کہتا تھا ایک دوسرے سے ہو کے بیقرار ۵۴ آنے میں اب جری کے نہیں دیر زینہار
رائت رسولؐ کا ہے سرِ دوشِ نامدار پنجہ وہ مثلِ برق چمکتا ہے بار بار

پرچم کے دامِ حُسن میں سب دل اسیر ہیں
ذرّے علم کے نور سے مہرِ منیر ہیں

لشکر میں ایک کے بھی حواس اب نہیں بجا ۵۵ غُل ہے کہ بھاگو آ گیا ضرغامِ مرتضیٰؑ
سرعت میں راہوار جری کا ہے یا صبا پھیلی ہوئی ہے عارضِ پُرنور کی ضیا

غصے میں ہیں یہ کہتی ہے سُرخی عذار کی
پھولی ہوئی شفق ہے کہ رنگت غبار کی

یہ ذکر تھا کہ دشت میں پہنچا وہ شیرِ نر ۵۶ نعرہ کیا تو خوف سے تھرّا گئے جگر
کہنے لگے یہ دیکھ کے آپس میں اہلِ شر دُلدُل پہ شیرِ حق ہیں کہ عباسؑ اسپ پر

شاید کسی سے یہ خبرِ ظلم پا گئے
ضرغامِ حق بہشت سے کس طرح آ گئے

چتون وہی دلیر کی ہے بگدَ ہری وہی ۵۷ شوکت وہی جلال وہی صفدری وہی
آئینۂ جمال کی روشن گری وہی گیسو کا خم جبیں کی ضیا گستری وہی

باقی ہے وقت جس کو تمنا ہو دیکھ لے
خیبر میں جس نے اُن کو نہ دیکھا ہو دیکھ لے

کرتے تھے اہلِ ظلم یہ آپس میں قیل وقال ۵۸ گونجا جو دشت میں اسد شیرِ ذوالجلال
سُن کر کھڑے ہوئے روئیں تنوں کے بال تھرّا گئی زمین متزلزل ہوئے جبال

ہر ایک دل پہ غم کی گھٹا رن میں چھا گئی
کانوں میں شیرِ حق کی صدا صاف آ گئی

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

روشن کیا جو دشت کو اُس شہسوار نے ۵۹ پھیلایا بوئے گُل کو نسیم بہار نے
بجلی گرائی جلوۂ حُسنِ عذار نے دیکھا صفوں کو اشہبِ ضیغم شکار نے
اللہ رے رعب مرکبِ گردوں مسیر کا
صیحہ کیا تو ہل گیا دل ہر نمر کا

پڑھنے لگا رجز جو یداللہ کا خلف ۶۰ پھیلی صدائے ہمہمۂ شیر ہر طرف
اللہ رے رعبِ لختِ دلِ سرورِ نجف خاموش ڈر سے ہو گئے شہپور و طبل و دف
حیرت سے چُپ ہر ایک بدایماں تھا دشت میں
سب کو گمانِ شہرِ خموشاں تھا دشت میں

دعویٰ یہ تھا کہ ہم کو ہے عالم پہ برتری ۶۱ اشجع العرب ہیں تہِ چرخِ چنبری
جدِّ بزرگ ہے وہ ابوطالبِ جری مشہور ہے زمانے میں جس کی دلاوری
دم بند جس کے ڈر سے تھا ہر شیخ و شاب کا
حافظ رہا جو احمدِؐ عالی جناب کا

دیتا تھا جو فروغ نبوت کو روز و شب ۶۲ جو کافروں سے حفظِ پیمبرؐ کا تھا سبب
تائیدِ حق میں جس نے اُٹھائے سدا تعب مکّے میں جس سے سیر رہے سرکشِ عرب
معلوم ہے جہاں میں ہر خاص و عام کو
پالا ہے کس نے گود میں خیرالانام کو

میرا پدر ہے قوّتِ بازوئے مصطفےٰؐ ۶۳ فرمانروائے کشورِ دیں ، فخرِ اوصیا
بے فاصلہ وصیِّ نبیؐ مصدرِ عطا وہ خاصۂ اِلٰہ کہ جس شاہ کی ولا
شرطِ قبول بہرِ عباداتِ خلق ہے
اک ضرب جس کی افضلِ طاعاتِ خلق ہے

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

اللہ رے رن میں دستِ خدا کی صفائیاں ۶۴ کیں فتح جس نے بدر و احد کی لڑائیاں
دستِ اسد کی رکھتی تھیں قوّت کلائیاں خیبر کے در سے کھُل گئیں زور آزمائیاں
بھاگے یہود جنگ کا میدان چھوڑ کر
دو انگلیوں سے پھینک دیا اس کو توڑ کر

اُس کا وقار سارے زمانے پہ ہے عیاں ۶۵ حِصنِ قموص تھا کہ زمیں پر تھا آسماں
قلعہ میں بہرِ جنگ تھے حاضر وہ پہلواں عفریت کو نہ حرب میں جس سے ملے اماں
اِک اک تھا بڑھ کے سام و ہریمان و گیو سے
ہلتا تھا قلب شیر کا جن کے غریو سے

گو تین روز تک گئے جانباز بار بار ۶۶ پر ایک سے بھی کچھ نہ ہوا وقتِ کارزار
آخر بحکمِ محکمِ معبودِ کردگار محبوبِ حق نے کی خبرِ فتح آشکار
حکمِ خدا زبانِ خدا نے بیاں کیا
ہمراہیوں پہ رازِ نہفتہ عیاں کیا

یوں دُرفشاں ہوئے لبِ سلطانِ انبیا ۶۷ کل اس کو دوں گا میں علمِ لشکرِ خدا
کرّار ہے جہاد میں جو صاحبِ وفا دم میں کرے گا فتح شک اس میں نہیں ذرا
خیرالبشر نبیؐ ورا اُس کا دوست ہے
وہ دوست ہے خدا کا خدا اس کا دوست ہے

جاری ہوا زبانِ نبیؐ پر جو یہ سخن ۶۸ حیرت سے دنگ ہو گئے سب اہلِ انجمن
کہنے لگے بہم کہ ہے وہ کون صف شکن جو اِس بیان سے ہے مرادِ شہِ زمن
کس پر یہ لطفِ خاصِ خدائے جلیل ہے
حیدرؑ کو گر کہیں تو وہ صفدر علیل ہے

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

آپس میں صبح تک یہی باتیں تھیں سربسر ۶۹ سویا نہ کوئی فرطِ تحیُّر سے رات بھر
ناگاہ آسماں پہ نمایاں ہوئی سحر خیمے سے نکلے ختمِ رُسل سیّد البشر

روشن جمالِ پاک سے سارا جہاں ہوا
بُرجِ شرف سے مہرِ مُنوّر عیاں ہوا

اصحاب مجتمع ہوئے آکر بعزّ و شاں ۷۰ ہر شخص چاہتا تھا کہ مجھ کو ملے نشاں
سلماں سے تب یہ کہنے لگے قبلۂ زماں جلد اُن کو ساتھ لا اسد اللہ ہیں کہاں

افضل ہے پُر دلی میں وہی کائنات سے
یہ جنگ فتح ہوگی یداللہ کے ہات سے

دوڑا وہ سُن کے حکم پیمبرؐ بصد شتاب ۷۱ حاضر ہوئے رسولؐ کی خدمت میں وہ جناب
آنکھیں رمد سے بند جو تھیں قلب تھا کباب سلماں کے دوش پر تھا سرِ پاکِ بوترابؑ

پھیری زباں جو چشمِ علیؑ پر رسولؐ نے
پائی شفا اک آن میں زوجِ بتولؑ نے

ہمراہیٔ جنودِ ظفر میں تھی بس کہ دیر ۷۲ لے کر رضا جہاد کی تنہا گیا وہ شیر
کفّارِ بے ادب تھے زبس زندگی سے سیر نکلا وغا کو لے کے سپر حارثِ دلیر

---- ---- تیغ دوسر جدا
ایک وار میں تھا اُس کا سر جدا

پہنچی جو قتلِ حارثِ غدّار کی خبر ۷۳ قلعہ سے نکلا مرحبِ خود سیَر
بھائی کے غم میں --- ---- لایا کلامِ سخت زباں پر وہ بد گہر

تھی موت کھیلتی سرِ خانہ خراب پر
کھولی زبانِ طعن رسالت مآب پر

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

سُن کر کلامِ کافر و ملعون و بد سیرؔ ۷۴ آیا جلال حیدرِ کرّار کو اُدھر
بڑھ کر لگائی تیغ جو سر پر بہ کرّ و فر آواز دی یہ موت نے فی النار والسقر

ٹھہری حُسام فرقِ نجس پر نہ زین پر
اک ضرب میں تھا وہ مع مرکب زمین پر

ہمراہیوں نے قلعہ کی جانب کیا فرار ۷۵ اُن کے عقب میں آئے شہنشاہِ ذوالفقار
---- کے جب شیر کردگار ضیغم پہ حملہ ور ہوئے نامرد ایک بار

دیکھا جو فوجِ کیں کو شہِ قلعہ گیر نے
کھینچی غضب میں تیغ جنابِ امیرؑ نے

ضیغم ہوا جو شیر کی مانند حملہ ور ۷۶ اس کشمکش میں چھوٹ گئی ہاتھ سے سپر
لے کر سپر کو بھاگ گیا ایک خیرہ سر اس پر بھی لائے تابِ وغا کی نہ اہلِ شر

دہشت سے دم فنا تھا ہر اک بدشعار کا
دروازہ بند کر لیا مل کر حصار کا

غصّے میں تھا جو بازوئے محبوبِ کردگار ۷۷ آیا قریب در کے وہ ضیغم بصد وقار
ڈالا جو ہاتھ انگلیاں در آئیں ایک بار جنبش جو دستِ پاک کو دی ہل گیا حصار

در اس طرح جُدا کیا دیوارِ سخت سے
ثابت ہوا کہ لے لیا پتّہ درخت سے

خیبر کی جنگ کا جو جری کر چکا بیاں ۷۸ آغاز کی ثنائے شہنشاہِ دوجہاں
فرمایا ہم ہیں حیدرِ کرّار کے نشاں ہر خاندان سے بڑھ کے ہمارا ہے خاندان

نورِ نگاہ بادشہِ لافتیٰ کے ہیں
ہم خاص رشتہ دار رسولِ خداؐ کے ہیں

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

بھائی بڑا ہے سبطِ نبیؐ شاہِ دوسرا ۷۹ ہادی ، امام ، راہنما ، کُل کا پیشوا
جس کا حسنؑ ہے نام لقب جس کا مجتبا سردار ہے جو سارے جوانانِ خُلد کا

ہمسر زمیں پہ جس کا ہے نے آسمان میں
شہرہ ہے جس کے خلق کا دونوں جہان میں

بھائی مِرا ہے دوسرا سلطانِ مشرقین ۸۰ نورِ نگاہِ شیرِ خدا فاتحِ حُنین
زہراؑ کی جان حیدرِ صفدرؑ کے دل کا چین بیکس ، غریب ، موردِ رنج و بلا حسینؑ

صابر ہے شیرِ حق کی طرح حق پسند ہے
دو دن سے آہ آبِ رواں جس پہ بند ہے

یہ ظلم الگ ہے اور ستم پر ستم جدا ۸۱ صدمہ جُدا ہے پیاس کا دل پر الم جُدا
اپنا الم جُدا ہے عزیزوں کا غم جُدا بچّے جُدا تڑپتے ہیں اہلِ حرم جُدا

پھٹتا ہے دِل ہر اک مہِ انور کو دیکھ کر
ٹکڑے جگر کے ہوتے ہیں اصغرؑ کو دیکھ کر

ہے اک سکینہؑ بنتِ شہنشاہِ ذی حشم ۸۲ جس مہ جبیں کا چار برس سے بھی سن ہے کم
روتی ہے پیاس سے جو وہ بچی بدرد و غم چلتا ہے دل پہ بی بیوں کے خنجرِ الم

تدبیرِ رفعِ تشنہ دہانی کے واسطے
بے تاب ہو کے آیا ہوں پانی کے واسطے

کیوں مستعد وغا پہ ہے ہر ایک شیخ و شاب ۸۳ لڑنے کے واسطے نہیں آیا یہ دل کباب
دریا پہ بھی نہ جائے گا فرزندِ بوتراب تم لے کے مجھ سے بھر دو سکینہؑ کی مشکِ آب

نہ جنگ سے نہ نہر پہ جانے سے کام ہے
بچّوں کی پیاس مجھ کو بجھانے سے کام ہے

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

پانی اگر نہ دو گے تو اتنا رہے خیال ۸۴ دریا پہ جائے گا اسدِ شیرِ ذوالجلال
منھ دیکھتا رہے گا ترا فرقۂ ضلال ساحل پہ جا کے مشک بھرے گا علیؑ کا لال
ندی لہو کی تیغِ دو سر سے بہاؤں گا
پانی سے مشک بھر کے سوئے خیمہ جاؤں گا

نازاں نہ اس پہ ہو کہ بہت ہے سپاہِ شوم ۸۵ کیا مال یہ سپاہ ہے کیا شئے ہے یہ ہجوم
ہے چیونٹیوں کی بھیڑ کہ یہ فوج بالعموم دیکھے ہوئے ہیں اپنے دلیرانِ شام و روم
عبّاسؑ ضیغمِ اسدِ ذوالجلال ہے
دب جائیں تم سے جنگ میں ہم یہ محال ہے

کیا افسرانِ فوج ہیں کیا اُن کا بندوبست ۸۶ کر دیں گے ایک آن میں ہم سرکشوں کو پست
نامرد ہیں ہمیشہ کے سب یہ ہوا پرست یہ کیا ہیں ہم نے ان کے بزرگوں کو دی شکست
مانے ہوئے شجاعتِ شاہِ نجف ہیں یہ
بدر و احد کے بھاگے ہوؤں کے خلف ہیں یہ

بڑھ کر پکارے صف سے کئی خانماں خراب ۸۷ مشکل ہے نہر سے جو ملے ایک جامِ آب
مانا کہ آپ ہیں دل و جانِ ابوتراب پر ہر جواں اُدھر کا بھی ہے فرد انتخاب
ہنگامِ رزم برسے گی آگ آسمان سے
کھُل جائے گا جو لیجئے گا تیغ میان سے

آیا یہ سُن کے غیظ میں دل بندِ مرتضیٰؑ ۸۸ دیکھا بچشمِ غیظ سوئے لشکرِ جفا
نعرہ کیا کہ ہلنے لگا عرصۂ وغا ہلچل سے دشتِ کیں میں قیامت ہوئی بپا
اللہ رے رعب حیدرؑ صفدر کے شیر کا
گردوں کے پار ہو گیا نعرہ دلیر کا

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

آواز دی کہ اے سپہِ شام بد سیَر ۸۹ روکیں شغال لاکھ رُکے گا نہ شیرِ نر
اچھا ہم آئے جنگ کو ہوجاؤ باخبر اب بڑھ کے روک لو ہمیں جاتے ہیں نہر پر

کہہ دو پکار کر یہ دلیرانِ شام سے
دعویٰ ہو کچھ تو کھینچ لو تیغیں نیام سے

یہ سُن کے فوجِ ظُلم سے اہلِ ستم بڑھے ۹۰ ڈنکا ہوا سپاہ میں کالے علم بڑھے
صفدر نے دی صدا کہ نہ آگے قدم بڑھے ٹھہرو اِسی جگہ پہ خبردار ہم بڑھے

دم میں فنا یہ سب سپہ نابکار ہے
ہم شیر ، یہ گروہ ہمارا شکار ہے

فرما کے یہ فرس کو اشارہ کیا کہ ہاں ۹۱ بس تھا صفوں کے بیچ میں شبدیز خوش عناں
باہر ہوئی جو میان سے شمشیرِ جانستاں پیچھے اجل بھی ہٹ کے پکاری کہ الاماں

تجھ کو حلال خون ہیں سپاہ ضلال کے
حاضر ہیں یہ پہ مجھ کو ذرا دیکھ بھال کے

پھرنے لگا جو بیچ میں لشکر کے رخشِ تیز ۹۲ کتنے کچل کے مر گئے ہنگام جست و خیز
شمشیر نے بھی گرم کیا عرصۂ ستیز برسے جو سر سپاہ ہوئی عازم گریز

پس پس کے سُرمہ ہوتے تھے گھوڑے کے گشت میں
ملتا تھا ہڈیوں کا پتہ بھی نہ دشت میں

جلتے تھے اُس کی آب سے بے آگ اہل نار ۹۳ دہشت سے اُس کی رن کی زمیں کو چڑھا بخار
کیونکر بیان ہو کیسی سبک تھی وہ آبدار دو کر گئی پہ جسم کے اُوپر ہوا نہ بار

سر اُڑ گیا مگر نہ بدن کو خبر ہوئی
کب دم نکل گیا نہ یہ تن کو خبر ہوئی

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

مقتل میں تھا جو حشر نمایاں اِدھر اُدھر ۹۴ پھرتے تھے اہلِ فوج پریشاں اِدھر اُدھر
پاتے نہ تھے امان جو بدایماں اِدھر اُدھر لاشوں میں ڈر سے ہوتے تھے پنہاں اِدھر اُدھر
جو روح تھی اسیرِ کمندِ عذاب تھی
مُردوں میں مِل کے زندوں کی مٹی خراب تھی

باقی نہ اُس کی دید سے ہوش ایک میں رہا ۹۵ ہر ایک تن نے روح کی فرقت کا غم سہا
جا کر اُدھر گلے سے ملی اور خوں بہا وہ قبل جان لینے کے دیتی تھی خوں بہا
لشکر کی جان لینے میں مطلق نہ باک تھی
لاکھوں کے خوں بہائے مگر پھر بھی پاک تھی

آئی جدھر سپاہ کا ستھراؤ کر دیا ۹۶ اُس کی کمر کو قطع کیا اُس کا سر لیا
دل میں در آئی گہہ کبھی خونِ جگر پیا جیتی یہ معرکہ تو وہ میدان سر کیا
دو سرکشوں کو تابقدم کر کے رکھ دیا
جس نے بڑھایا ہاتھ قلم کر کے رکھ دیا

پہلو میں تھی تو شاہدِ شیریں زباں تھی تیغ ۹۷ آئی جو رن میں لیلیٰ نصرت نشاں تھی تیغ
بیٹھی جو سر پہ کوہ سے بھی کچھ گراں تھی تیغ اونچی ہوئی سروں سے تو پھر کہکشاں تھی تیغ
کامل ہر ایک رنگ میں وہ باکمال تھی
چمکی تو بدر تھی جو جھکی تو ہلال تھی

پانی میں اپنی آگ کی حِدّت دکھا گئی ۹۸ آنکھوں کو ذوالفقار کی ضربت دکھا گئی
چمکی تو صاف برق کی طلعت دکھا گئی روئیں تنوں کو موت کی صورت دِکھا گئی
ڈھالیں تمام ناوکِ ہیبت سے چھَن گئیں
زرہیں تھیں جتنی سب ہمہ تن چشم بن گئیں

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

بھولے ہوئے دریدہ دہن تھے کلام لاف ۹۹ اہلِ ستم سے کرتی تھی دشت ستم کو صاف
موت آئے موت کو بھی کرے اُس کے گر خلاف ممکن نہ تھا جو حکم سے اُس کے ہو انحراف
آئی جدھر وہ موت اُسی جا روانہ تھی
رخشِ اجل کے واسطے وہ تازیانہ تھی

ہر وار میں تھیں رن میں سروں کی صفائیاں ۱۰۰ دلوا دیں یاد بدر و اُحد کی لڑائیاں
چوٹیں وہ شیرِ حق کی وہ زور آزمائیاں دست علیؑ کی رکھتی تھیں قوت کلائیاں
صفدر کے رُخ پہ جس نے وغا میں نگاہ کی
آنکھوں میں شکل پھر گئی شیرِ الٰہ کی

مانے ہوئے ہے لوہے کو اُس کے ہر اک شجاع ۱۰۱ لیتے ہیں جان دے کے اسے یہ وہ ہے متاع
بازوئے شہؑ کے ہاتھ سے پایا یہ ارتفاع خورشید کو گمان تھا کہ ہے میری یہ شعاع
طلعت میں ہے ستارۂ گردوں کہ تیغ ہے
شک تھا ہلال کو کہ یہ میں ہوں کہ تیغ ہے

لکھّوں میں کس طرح صفتِ اسپ باوفا ۱۰۲ صورت میں رشکِ حور و پری چال میں صبا
صیحہ میں شیرِ حُسن میں معشوق مہ لقا اُبلی ہوئی وہ انکھڑیاں وہ صاف دست و پا
سارا چلن خرام میں کبکِ دری کا تھا
چتون تھی شیرِ ببر کی مُکھڑا پری کا تھا

کہہ دے کوئی جو دیکھی ہو گھوڑوں میں یہ روش ۱۰۳ پایا نہ گو ہوا نے بہت کی دوا دوش
ہر سمت سے جو فوجِ ستمگر کا ہے یورش چاروں سموں میں صاف ہے تلوار کی برش
بڑھتا ہے جب وہ غیرتِ صرصر لڑائی میں
چلتی ہیں چار تیغیں برابر لڑائی میں

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

گاہے کلی سمٹ کے وہ غنچہ دہن بنا ۱۰۴ دشت بلا میں رشک نسیم چمن بنا
ہنگام جست و خیز غزال ختن بنا بن کر چلا تو شاہد گل پیرہن بنا

پرواز پر شمیمِ گلِ تر نثار تھی
صدقے سبک روی پہ ہوائے بہار تھی

کافی نہ رخش تیز کو تھی وسعت جہاں ۱۰۵ آسان تھی اُس کے واسطے سیرِ نہ آسماں
پہنچے پلک جھپکتے میں تا بامِ لامکاں مصروف تھا اطاعتِ راکب میں ہر زماں

عباسؑ غیب دان کا وہ اسپِ یگانہ تھا
عزمِ سوار اُس کے لیے تازیانہ تھا

مثل اسد وغا میں طبیعت کا مستقل رفتار وہ کہ جس پہ پسے کبک کا بھی دل
آنکھیں وہ جن کو دیکھ کر نرگس ہو منفعل ۱۰۶ وہ تھوتھنی کہ غنچۂ گل جس سے ہو خجل

کچھ حُسن میں بڑھا ہوا غلمان و حور سے
پریاں بلائیں لیتی تھیں مکھڑے کی دور سے

تھا شوخیوں میں شاید طناز وہ سمند گردن پہ بال تھے کہ دلوں کے لیے کمند
باریک ساق سینہ کشادہ وغا پسند ۱۰۷ شرمندہ حور کا سراپا وہ جوڑ بند

ایک دم میں دل کو صبر سے بیگانہ کر دیا
پریوں کو اپنی چال کا دیوانہ کر دیا

صورت میں شکلِ حور تھا سیرت میں شیرِ نر سرعت میں بادِ تند سے سو حصہ تیز تر
ہیبت وہ ہے کہ آب ہو عفریت کا جگر ۱۰۸ حُسن ایسا ہے کہ رخ پہ ٹھہرتی نہیں نظر

ہیکل میں کوہ ہے یہ روانی ہَوا کی ہے
اضداد ایک جا ہیں یہ قدرت خدا کی ہے

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

ہر دم ہجوم فوج ستم بڑھتا جاتا تھا
غازی کا معرکہ میں قدم بڑھتا جاتا تھا ۱۰۹
مجمع نہ رن میں ہوتا تھا کم بڑھتا جاتا تھا
گردش سے اور رخش کا دم بڑھتا جاتا تھا

غل تھا کہ رن پہ یوں کوئی اب تک نہیں چڑھا
جائے گا آسماں پہ یہ گھوڑا زمیں چڑھا

صَرفِ وغا تھے رن میں علم دارِ باوقار
لائی نہ تابِ جنگ وجدل فوجِ نابکار ۱۱۰
یا بدر میں تھے تیغ بکف شاہِ ذوالفقار
باگیں پھرا پھرا کے گریزاں ہوئے سوار

شہرہ وغا کا قاف سے تا قاف ہوگیا
فوجوں سے دم میں دشتِ بلا صاف ہوگیا

پسپا جو اس طرح ہوئی سب شام کی سپاہ
اک دم میں رن سے بھاگ گئی فوج کینہ خواہ ۱۱۱
بولا یہ شمر سے عمرِ سعد روسیاہ
اب فکر کیا کروں میں بتا تو ہی کوئی راہ

غالب وغا میں ابنِ امیرِ عرب ہوا
خیمے میں مشکِ آب گئی تو غضب ہوا

نکلا یہ سن کے خیمے سے اپنے وہ بے حیا
بھاگے سب ایک تشنہ جگر سے غضب ہوا ۱۱۲
غصے میں دی سپاہ کو بے رحم نے صدا
تم نے عرب کا نام جہاں میں ڈبو دیا

بھاگے گی یوں ہی فوج اگر اس سعید سے
انعام کون لے گا پلٹ کر یزید سے

یارو یہی ہے وقت جدال وقتال کا
بازو کرو شکستہ شہ خوش خصال کا ۱۱۳
ریتی پہ خوں بہاؤ محمدؐ کی آل کا
جلدی مٹا دو نام یداللہ کے لال کا

میدان میں آ کے آنکھ ملاؤ دلیر سے
جم کر مقابلہ کرو حیدرؑ کے شیر سے

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

سُن کر صدائے شمر سمٹ آئے بدشعار — آوازِ کوس و طبل سے تھرائے کوہسار
۱۱۴
باجوں کے غل سے کانپ گیا دشتِ کارزار — شہنا کا شور ہو گیا چرخِ بریں کے پار
کالے علم کھُلے سپہ شام و روم کے
غصے میں پیلِ زور بڑھے جھوم جھوم کے

صیحے وہ باد پا کے تیغوں کی وہ چمک — ہوتا تھا رعد و برق کا رن کی زمین کو شک
۱۱۵
چھائے ہوئے سحاب تھے ڈھالوں کے دور تک — شورِ بدہِ بگیر پہنچتا تھا تا فلک
سرکش ہر ایک گرز گراں تولنے لگا
نعروں سے پہلوانوں کے رن بولنے لگا

ہاں اے قلم سروں کی جدائی دکھا دے پھر — میداں میں اہلِ کیں کی صفائی دکھا دے پھر
۱۱۶
ڈوبی ہوئی لہو میں ترائی دکھا دے پھر — خیبر کے معرکہ کی لڑائی دکھا دے پھر
محشر کا سامنا ہے ہر ایک روسیاہ کو
غصہ ہے شیرِ بیشہ شیرِ اِلٰہ کو

آیا جلال میں شہ مرداں کا لال پھر — چمکی صفوں پہ تیغِ عدیم المثال پھر
۱۱۷
اے کلک کھینچ نقشہ جنگ و جدال پھر — شیرِ خدا کا سب کو دکھا دے جلال پھر
تجھ کو قسم ہے تیغِ جنابِ امیر کی
سب کو وغا دکھا دے شہ قلعہ گر کی

اے برق ذہن شعلہ فشانی دکھا مجھے — اے بحرِ طبع اپنی روانی دکھا مجھے
۱۱۸
اے نُطق آج سحر بیانی دکھا مجھے — اے مشقِ نظم زورِ جوانی دکھا مجھے
ہر ضرب اس کی ضربِ امیرِ عرب کی ہے
آفت کا معرکہ ہے لڑائی غضب کی ہے

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

بپھرا ہے شیرِ بیشۂ ضرغامِ کردگار — محشر ہر ایک سمت ہے مقتل میں آشکار
۱۱۹
جنبش جو ابروؤں کو ہے غصہ میں بار بار — گویا کہ چل رہی ہے یداللہ کی ذوالفقار

خائف ہر ایک دشمن ربِّ ودود ہے
آنکھوں سے رعب شیرِ خدا کا نمود ہے

پھر آستین جلال میں الٹی دلیر نے — ڈر کر ہر ایک جوان لگا منہ کو پھیرنے
۱۲۰
پھر ہمہمہ کیا اسدِ حق کے شیر نے — پھر قہر کردگار لگا سب کو گھیرنے

پھر شوخیاں دو چند ہوئیں راہوار کی
پھر تیغ نے دکھائی چمک ذوالفقار کی

لو پھر بڑھا وہ شیر نئی آن بان سے — معدوم جائے امن ہوئی پھر جہان سے
۱۲۱
حملہ کیا دلیر نے حیدرؑ کی شان سے — آئی صدائے نادِ علی آسمان سے

آپس میں فرطِ خوف سے قدسی لپٹ گئے
روح الامیں بھی کانپ کے سدرہ سے ہٹ گئے

لو پھر گری وہ برق صفِ کارزار پر — دشوار بیٹھنا ہوا پھر راہوار پر
۱۲۲
ڈر کر ہر اک سوار گرا پھر سوار پر — آفت پھر آئی فوجِ ضلالت شعار پر

شکل اپنی آ کے موت پھر اُن کو دکھا گئی
ٹوٹی ہوئی صفوں میں قیامت پھر آ گئی

جس پر گری وہ برق سراپا جلا گئی — چمکی جو خود پر تو زمیں میں سما گئی
۱۲۳
گہہ آئی خاک پر کبھی سوئے سما گئی — بے موت مر گیا جسے صورت دکھا گئی

بے تاب اس کو دیکھ کے سب بدصفات تھے
تھا رنگ ان کا زرد کلیجوں پہ ہاتھ تھے

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

جو کاٹ تیغ تیز میں تھا کوئی کیا کہے ۱۲۴ پہنے جو دو دو زرہیں تھے سالم نہ وہ رہے
جاتے تھے ہوش اہلِ ستم کے رہے سہے دریائے خوں میں پھرتے تھے لاشے بہے بہے

ہر دم ہراسِ فوج ستم تھا بڑھا ہوا
کوسوں تھا آبِ تیغ کا دریا چڑھا ہوا

پیغامِ موت دیتا تھا تیزی سے ہر ایک گھاؤ ۱۲۵ مقتل میں خوں رواں تھا کہ دریا کا تھا بہاؤ
تھے تیغِ آبدار کے چلنے میں سو بناؤ سینے میں دل کو پیستی تھی اُس کی آؤ جاؤ

ہوں وصف کس طرح رقم اُس اشک حور کے
پھل صاف تھا ڈھلا ہوا سانچے میں نور کے

کیا آگ تھی بھری ہوئی اس آبدار میں ۱۲۶ اخگر برس رہے تھے صف کارزار میں
آفت بپا تھی قومِ ضلالت شعار میں گیتی میں زلزلہ تھا طلاطم بحار میں

ہل چل پڑی تھی کل سپہ بد صفات میں
ہر سمت خبر روند تھا نمایاں فرات میں

حیران اس کو دیکھ کے چھوٹے بڑے ہوئے ۱۲۷ جوہر شناس سارے تھے ششدر کھڑے ہوئے
تھے جوہروں سے شیر نشان جو پڑے ہوئے الماس پر تھے صاف زمرد جڑے ہوئے

قطرے جمے تھے خون کے نہ اُس آبدار پر
تھے نصب لعل سلک در شاہوار پر

اژدر سے کم نہ تھا دمِ تیغ شرر فشاں ۱۲۸ جس کی ہوا سے جلتے تھے کفار بدگماں
شعلے زباں سے اس کی نکلتے تھے ہر زماں بھڑکی زمیں سے آگ تھی تا بام آسماں

پھیلا اگرچہ سَم نہیں اس آبدار کا
نیلا بدن ہے کیوں فلکِ کج مدار کا

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

کیونکر صفت ہو تیغ کے حسن و جمال کی
پاؤں کہاں مثال میں اس بے مثال کی
۱۲۹
وہ تیغ جان شان تھی عجب چال ڈھال کی
نظروں پہ چڑھ گئی تھی ہر ایک بد خصال کی
انکھوں میں تھی ہر ایک کے از بس کھپی ہوئی
لیتی تھی جان جسم کے اندر چھپی ہوئی

گھوڑا صفوں میں دوڑ رہا تھا ہوا کی طرح
چلتی تھی تیغ تیغِ شہ لافتا کی طرح
۱۳۰
رُکتا نہ تھا سمند جو حکم خدا کی طرح
آتی تھی تیغ رن میں صفوں پر قضا کی طرح
یہ کوندتی تھی برق کی صورت جو دشت میں
وہ روندتا تھا لاشوں کو ہر بار گشت میں

پامالیٔ عدو میں نہ تھی اس کو تابِ صبر
سرمہ ہر ایک گام پہ ہوتے تھے پس کے گر
۱۳۱
کرتا تھا دشتِ ظلم میں نعرے مثال ببر
رفتار میں غزال تو حملے میں تھا ہزبر
جاتا تھا جب صفوں پہ وہ دلدل کی شان سے
آتی تھی الامان کی صدا آسمان سے

آفت میان دشت ستم آشکار تھی
یہ قہرِ ربّ تھا وہ غضبِ کردگار تھی
۱۳۲
آتش فشاں یہ رن میں تو وہ شعلہ بار تھی
دلدل یہ چال میں تھا تو وہ ذوالفقار تھی
حوریں فریفتہ تھیں اگر اس کی چال کی
محبوب ہے وہ حیدر صفدر کے لال کی

بجلی سی کوندتی تھی جو وہ تیغ آبدار
صیحہ سے اس کے رعد کا تھا شور آشکار
۱۳۳
کفار کو جلاتی تھی شمشیرِ شعلہ بار
گلہائے زخم تن پہ کھلاتا تھا راہوار
مابینِ دشت رنگ نیا آشکار تھا
بادِ خزاں یہ تھی وہ نسیمِ بہار تھا

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

لشکر پہ تیغ تیز کا چھایا ہوا تھا بیم ۱۳۴ جاتی تھی ہر دماغ میں یہ صورتِ شمیم
چلتی تھی وہ میانِ صفِ لشکر لئیم گلہائے سرخ بانٹتی پھرتی تھی یا نسیم
سیر چمن کے اس کو سوا حوصلے ہوئے
لالے کے پھول چار طرف تھے کھلے ہوئے

دریائے خوں میں بہتے تھے سب کھا کے تن پہ گھاؤ ۱۳۵ سرپٹ سمند کی تھی کہ دریا کا تھا بہاؤ
سینے میں دل کو پیستی تھی اس کی آؤ جاؤ رکنے میں لاکھ حُسن تو چلنے میں سو بناؤ
دھوکا نفس پہ تھا گلِ تر کی شمیم کا
رفتار باد پا تھی کہ جھونکا نسیم کا

تیغ دودم کے خوف سے مرتے تھے پُر جفا ۱۳۶ جانوں سے ہاتھ دھوئے تھے کفّار بے حیا
باہر نہ تھی نیام سے شمشیر جاں گزا دستِ قضا چڑھائے ہوئے آستین تھا
پھرتی تھی دشت جنگ میں سیاح کی طرح
بڑھتی تھی صف پہ قابضِ ارواح کی طرح

گھوڑے کی جست و خیز سے حیراں تھے بدسیر ۱۳۷ ہیبت یہ تھی صدا میں کہ شق ہوتے تھے جگر
بجلی سا کوندتا تھا جو مرکب اِدھر اُدھر نعلوں کی وہ ضیا تھی کہ روشن تھے دشت و در
چھوتی تھی بار بار تگاپوں میں زین کو
گویا کہ چار چاند لگے تھے زمین کو

تھی تیغ سے ضیا ید بیضا کی آشکار ۱۳۸ ہم مرتبۂ کلیم تھے عباسؑ ذی وقار
وہ ذوالفقار تھی تو یہ ضرغامِ کردگار بجلی وہ تھی تو یہ فلکِ عزت و وقار
رن میں تھا وقت قدرتِ حق کے ظہور کا
یہ نخلِ طور تھی تو وہ شعلہ تھا طور کا

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

گھوڑا تھا یا کہ قدرتِ خلّاقِ بحر و بر — اُڑنے میں چار پاؤں تھے گھوڑے کے چار پر
۱۳۹
حیران تھا اس کی دید سے ہر طائرِ نظر — کاوے سے اس کے آتے تھے چکر میں اہلِ شر
ہر شخص اپنی جان سے میداں میں سیر تھا
گشت اس کی تھی کہ فوج کی قسمت کا پھیر تھا

اللہ رے حرب و ضربِ علمدارِ باوفا — برپا تھا حشر رن میں نہ تھی شیر کی وغا
۱۴۰
باگیں اٹھا اٹھا کے جو بھاگے سب اشقیا — پہنچا قریبِ نہر جگر بند مرتضیٰؑ
فوجوں سے چھین لی جو ترائی دلیر نے
دریا پہ ہمہمہ کیا حیدر کے شیر نے

کاندھے پہ تیغ رکھ کے پکارا وہ ذی وقار — دیکھی ہزبر بیشۂ حیدر کی کارزار
۱۴۱
تیغوں سے جن کی خون ٹپکتا تھا بار بار — ہیں اس گھڑی کہاں وہ جوانِ آزمودہ کار
غافل شکستِ فوج سے یا باخبر ہیں وہ
دعویٰ تھا جن کو تیغ زنی کا کدھر ہیں وہ

افسر کہاں ہیں فوج کے لشکر کدھر گیا — دشت مصاف میں نہیں اب ایک کا پتہ
۱۴۲
سُن کر ہمارے نعروں کو دم ہو گئے فنا — بھاگے تو یوں کہ پا نہ سکے گرد بھی ہوا
تلواریں کھینچتے ہیں اب بڑھ کے میان سے
برساتے تھے وغا میں جو آگ آسمان سے

ہاں پہلوان ہاتھوں میں گرز گراں اُٹھائیں — ناوک فگن کمانوں پہ چلّوں کو پھر بڑھائیں
۱۴۳
کڑکیت کس طرف ہیں جوانوں کے دل بڑھائیں — افسر کدھر ہیں فوج کی ٹوٹی صفیں جمائیں
آئیں بے نبرد سپاہی لڑے ہوئے
ہم ہاتھ رو کے چند نفس ہیں کھڑے ہوئے

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

دم میں فرار کر گئی میدان سے سب سپاہ — کوفہ کی بھاگ بھاگ کے لی بزدلوں نے راہ
۱۴۴
دعویٔ جنگ تھا اسی جرأت پہ واہ واہ — تھا ایک بھی نہ تم میں بہادر خدا گواہ

گر بھاگنا تھا چھوڑ کے دشتِ قتال کو
پھر کیا سمجھ کے ٹوکا تھا حیدرؑ کے لال کو

بے تاب شوقِ جنگ سے قبضے میں ہے حسام — سیراب اہلِ فوج ہیں اور ہم ہیں تشنہ کام
۱۴۵
کیوں دیر کر رہے ہیں عبث افسرانِ شام — بھیجیں کسی کو جلد کہ قصہ ہو یہ تمام

نکلے کوئی ہزبر وغا کو دلیر سے
ہم راہ دیکھتے ہیں سرِ نہر دیر سے

ڈر سے کلیجے ہو گئے سینوں میں آب آب — آئیں گے اب نہ بہر وغا خانماں خراب
۱۴۶
لاکھوں میں ایک کو بھی نہیں جنگ کی ہے تاب — بھرتا ہے مشک نہر سے اب ابنِ ابوتراب

بھاگے ہیں یہ سدا یونہی دشتِ قتال سے
ہم باخبر تھے پہلے ہی ان سب کے حال سے

اُترا یہ کہہ کے نہر میں فرزندِ مرتضا — پانی کو دیکھ کر ہوا بے تاب باد پا
۱۴۷
گردن پہ ہاتھ پھیر کے بولا وہ باوفا — پیاسا ہے ذوالجناحِ شہنشاہِ کربلا

پینا بغیر اُن کے یہ پانی روا نہیں
بچوں نے تین روز سے پانی پیا نہیں

گردن ہلا کے کہنے لگا اسپ تیز گام — مجھ کو یہ آب زہر سے بدتر ہے لاکلام
۱۴۸
واقف ہوں میں کہ آلِ محمدؐ ہیں تشنہ کام — پینا تو کیسا دیکھنا بھی اس کا ہے حرام

کیونکر نہ باوفا ہوں فرس آپ کا ہوں میں
پیاسا مروں گا سالکِ راہِ وفا میں

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

آئی ہوائے سرد تو آنکھیں ہوئیں پُرآب — رویا بہا کے اشک جگر بندِ بوتراب
۱۴۹
دھیان آ گیا سکینہؑ کا دل کو رہی نہ تاب — تسمہ پکڑ کے مشک ڈبوئی بصد شتاب

پھیرے رہے نظر کو نہ رخ بھی اُدھر کیا
پانی سے ہاتھ تک نہ بہادر نے تر کیا

نکلا جو مشک بھر کے جگر بندِ مرتضا — پھر جمع ہو گئے تھے ترائی میں اشقیا
۱۵۰
دو لاکھ نے دلیر کو حلقے میں لے لیا — حیدر کا شیر فوج کے نرغے میں گھر گیا

روکیں علم کو مشک بچائیں وغا کریں
لاکھوں عدو ہیں جان کے عباسؑ کیا کریں

اعدا سے آپ تھے ابھی مصروفِ کارزار — ہر سمت ڈر سے بھاگتے پھرتے تھے نابکار
۱۵۱
ناگہہ عقب سے چل گیا تیغ دوسر کا وار — ریتی پہ دست راست گرا کٹ کے ایک بار

مطلق کیا ہراس نہ دل میں دلیر نے
لی تیغ بائیں ہاتھ میں حیدرؑ کے شیر نے

تا دیر اس طرح لڑا ابن مرتضا — وہ ہاتھ بھی حسینؑ پہ آخر فدا کیا
۱۵۲
بے دست ہو گئے جو علمدارِ باوفا — دانتوں سے جھک کے مشک کا تسمہ پکڑ لیا

ناوک لگا جو مشک پہ بے آس ہو گئے
بے ہوش گر کے خاک پہ عباسؑ ہو گئے

آیا جو ہوش بھائی کو رو کر یہ دی صدا — مولا نثار ہو گیا حضرت پہ باوفا
۱۵۳
شبیر نے صدا کو برادر کی جب سنا — دوڑے تڑپ کے جانب مقتل پیادہ پا

چھایا تھا ابر غم جو دلِ دردناک پر
ہر بار بیٹھ جاتے تھے تھرّا کے خاک پر

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

فرماتے تھے یہ رو کے شہنشاہِ ذی وقار ضیغم دلیر لختِ دلِ شیرِ کردگار
۱۵۴
آئے کدھر یہ بیکس و مغموم و دلفگار بھائی کو پھر سنا دو صدا تم پہ میں نثار

لپٹو پھر آ کے ابنِ شہؑ ذوالفقار سے
باہیں گلے میں ڈال دو پھر آ کے پیار سے

خوشبو سونگھا دے اے مرے گلرو کدھر ہے تو دل پر نہیں ہے اب مرے قابو کدھر ہے تو
۱۵۵
طاقت جگر کی قوت بازو کدھر ہے تو اے میرے زیب و زینت پہلو کدھر ہے تو

تم ساتھ تھے کہ حق کے ولی میرے ساتھ تھے
بھیّا میں جانتا تھا علیؑ میرے ساتھ تھے

اے نورِ چشمِ حیدرِ صفدر میں کیا کروں اُٹھتا ہے درد دل میں دلاور میں کیا کروں
۱۵۶
پہنچوں تمہاری لاش پہ کیونکر میں کیا کروں کس طرح پاؤں تم کو برادر میں کیا کروں

قابو میں دل نہیں ہمیں غش پر غش آتے ہیں
لرزہ ہے دست و پا میں قدم تھرتھراتے ہیں

کیونکر بیاں کروں کہ جو صدمہ ہے جان پر زخمی خدنگِ غم سے ہیں بھیّا دل و جگر
۱۵۷
قوت نہ قلب میں ہو تو مجبور ہے بشر معلوم خود نہیں ہمیں جاتے ہیں ہم کدھر

بھائی پڑے ہیں جان کے لالے حسینؑ کو
اکبر ہیں ساتھ ساتھ سنبھالے حسینؑ کو

تھا جس جگہ پہ لاشۂ عباسِؑ مہ جبیں لائے پکڑ کے ہاتھ وہیں اکبرِؑ حسیں
۱۵۸
کہنے لگے یہ رو کے پسر سے امامِ دیں بھائی ہیں کس طرف مجھے کچھ سوجھتا نہیں

بیٹا ضعیف باپ کا پیری میں ساتھ دو
بیکس پدر کے ہاتھ میں بھائی کا ہاتھ دو

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

کہنے لگے پدر سے یہ اکبرؑ بصد فغاں — کیونکر کہوں حضور سے اے قبلۂ زماں
۱۵۹
بے دست ہیں ترائی میں عباسؑ نوجواں — کیا جانے ہاتھ کٹ کے گرے شیر کے کہاں

لاشہ اسی جگہ ہے جہاں پر حضور ہیں
اعضا چچا کے زخموں سے سب چور چور ہیں

لاشے پہ گر کے سرورِ عالم نے دی صدا — بھائی اُٹھو کہ آیا ہے یہ غم کا مبتلا
۱۶۰
اے دلبرِ امیرِ عرب ابنِ مرتضا — اپنی صدا سناؤ کہ تسکین ہو ذرا

اے نورِ چشمِ حیدرِؑ صفدر جواب دو
مرتا ہے غم میں سبطِ پیمبرؐ جواب دو

اے با وفا جری اسد شیر کردگار — آنکھیں تو کھولو اے مرے بابا کے یادگار
۱۶۱
باتیں کرو کہ آئے مرے قلب کو قرار — کیا ہو گئیں وہ الفتیں میں آپ پر نثار

بھائی کے حالِ زار پر اسدم نظر نہیں
ہم رو رہے ہیں دیر سے تم کو خبر نہیں

سُن کر صدائے شاہ کو چونکا وہ با وفا — حسرت سے کی نظر طرفِ سبطِ مصطفاؐ
۱۶۲
سر کو اُٹھا کے پاؤں پہ حضرت کے رکھ دیا — کچھ کہتے پر قضا سے نہ مہلت ملی ذرا

صدمہ فراق شاہ کا عباسؑ سہہ گئے
کچھ کہہ سکے نہ بھائی سے لب ہل کے رہ گئے

روئے جو سر کو پیٹ کے اکبرؑ بحال زار — کہنے لگے پسر سے یہ سلطانِ ذی وقار
۱۶۳
رونے کا کیا سبب ہے پدر تم پہ ہو نثار — کیا چل بسے زمانے سے عباسِؑ نامدار

ہے ہے حسینؑ وادیٔ غربت میں لُٹ گیا
کیا میں سفر میں قوتِ بازو سے چھُٹ گیا

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

اُٹھے یہ سُن کے پیٹتے سر شاہ ذی حشم — اکبرؑ نے رکھا دوش پہ مشکیزہ و علم
۱۶۴
بولی یہ آ کے خیمے میں فضہ بچشم نم — آتے ہیں رن سے روتے ہوئے سرورِ امم

اب تابِ ضبط نالہ و آہ و فغاں نہیں
مشک و علم تو ہے پہ علیؑ کا نشاں نہیں

اہلحرم کے کان میں پہنچی جو یہ صدا — روئے سروں کو پیٹ کے ناموسِ مصطفا
۱۶۵
سیدانیوں کے بین سے محشر ہوا بپا — خیمے سے نکلے پڑتے تھے بچے یہ حال تھا

سُن کر خبر زمین پہ بصد یاس گر پڑی
بالائے خاک زوجۂ عباسؑ گر پڑی

خیمے میں اس طرف تو قیامت تھی آشکار — آئے علم کے ساتھ شہنشاہِ ذی وقار
۱۶۶
بولے بہن سے رو کے یہ سرورؑ بحالِ زار — ہم کو تباہ کر گئے عباسِؑ نامدار

آنکھوں کے آگے باغِ جہاں سے گزر گئے
وہ چل بسے زمانے سے اور ہم نہ مر گئے

بولیں یہ سر کو پیٹ کے زینبؑ بصد بکا — جو کچھ کہا وہ سچ ہے بہن آپ پر فدا
۱۶۷
کیوں کر قرار دل کو ہو اے ابنِ مرتضیٰ — بھائی کا غم نہیں ہے یہ ماتم ہے باپ کا

گھر بھر کو آج مار کے وہ شیر مر گیا
بچوّں کا سر پرست جہاں سے گذر گیا

لائے علم کو اکبرؑ مہرو بحالِ زار — گِرد آ کے جمع ہو گئیں رانڈیں سب ایک بار
۱۶۸
بولے بہن سے رو کے یہ سلطانِ ذی وقار — بھاوج کو لاؤ زیرِ علم تم پے میں نثار

بیکس کو بے نوا کو مصیبت نصیب کو
پرسا تو دے لے سبطِ نبیؐ اس غریب کو

Scanned with CamScanner

www.emarsiya.com

لائیں یہ سُن کے بانوئے بیکس بصد شتاب — چادر سفید اوڑھے ہوئے تھی وہ دل کباب
مانع جو تھا اسے ادبِ ابنِ بوتراب — سر کو جھکائے بیٹھی تھی بادیدۂ پُرآب ۱۶۹

غش میں بڑا پسر تھا زمیں پر پڑا ہوا
چھوٹا قریب ماں کے تھا غمگیں کھڑا ہوا

کہنے لگیں یہ شاہ سے بانوئے دل فگار — فرطِ حیا سے چپ ہے یہ بیکس یہ غمگسار
جائیں اب آپ خیمے سے یا شاہ ذی وقار — باتیں تو کر لے کھول کے دل کو یہ سوگوار ۱۷۰

روتی نہیں ہے پاسِ شہِ دیں پناہ سے
ڈر ہے غش آ نہ جائے کہیں ضبط آہ سے

باہر گئے یہ سنتے ہی سرورؑ بچشمِ نم — ہاتھوں سے سر کو پیٹ کے رونے لگے حرم
چلائی رو کے زوجۂ عباسؑ ذی حشم — لیجئے خبر مری کہ نکلتا ہے تن سے دم ۱۷۱

واقف نہ تھی کہ جاؤ گے مونھ مجھ سے موڑ کے
صاحب کدھر چلے گئے لونڈی کو چھوڑ کے

میں کیا کروں اب اے خلفِ ضیغمِ الٰہ — لونڈی کو اپنی کر گئے غربت میں تم تباہ
پالوں گی کس طرح پہ میں بچوں کو آہ آہ — خدمت گزار سے نہیں یوں پھیرتے نگاہ ۱۷۲

شوقِ وغا میں سیر تھے جانِ عزیز سے
کہہ بھی گئے نہ جاتے ہوئے کچھ کنیز سے

مشتاقؔ بس خموش کہ پھٹتا ہے اب جگر — کر عرض ہاتھ اٹھا کے خدا سے بچشمِ تر
گو ہوں گناہ گار میں سب سے زیادہ تر — تو ہے رحیم بندوں پہ اے ربِّ دادگر ۱۷۳

بھر دے دُرِ مُراد سے دامن غریب کا
کر رحم مجھ پہ واسطہ اپنے حبیبؐ کا

Scanned with CamScanner